الم یعلموا انہ من یحادد اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم

خالدا فیہا ذلک

الخزی العظیم

للمولوی

عمر کریم

اس رسالہ میں مولوی عمر کریم حنفی پٹنوی (علیہ ما یستحقہ) کے اشتہار نمبر ۳ کا مفصل جواب دیا گیا ہے جس میں اُنھوں نے دس حدیثیں صحیح بخاری کی پیش کی تھیں کہ اُنکے مضامین کو اُنکے ترجمہ باب سے مطابقت نہیں ہے اس میں بتلا دیا گیا ہے کہ اُن حدیثوں کو اُنکے بابوں سے بیّن مطابقت ہے

مؤلفہ

مولوی محمد ابو القاسم صاحب سعد بنارسی ولد

مولانا محمد سعید صاحب مرحوم و مغفور محدث بنارسی رحمۃ اللہ علیہ

سنہ ۱۳۲۹ھ

در مطبع سعید المطابع واقع بنارس باہتمام مؤلف طبع گردید

سنہ ۱۹۱۰ع

جواب اشتہار نمبر ۴ مولوی عمر کریم حنفی پٹنوی مورخہ ۲۲ - رجب ۱۳۲۶ھ

نہ پہونچا ہے نہ پہونچے گا تمہاری ظلم کیشی کو
ہزاروں ہو چکے ہیں گو کہ تم سے فتنہ گر پہلے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا بکتابہ المجید الی الصراط المستقیم - والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد الذی اھتدینا باحادیثہ الی الطریق المستقیم - وعلی الہ واصحابہ واتباعہ و محدثی امتہ الذین دونوا کتب الاحادیث لنھتدی بھا الی ھدی مستقیم - وبعد یہ خاکسار محمد ابو القاسم عفی عنہ وہی پرانا شیدائے ناز ہے جس نے مولوی عمر کریم کے جواب میں صراط مستقیم والعرجون القدیم والرمح العقیم والامر المبرم لکھے ہیں - آج الخزی العظیم لکھنے پر شوخی سے قلم اٹھاتا توجہ ناظرین کو اپنے جانب مبذول کراتا ہوا عرض کرتا ہے کہ آج پچیسویں ۲۵ رجب کو پھر ہمارے یار بے وفا مولوی عمر کریم (علیہ ما یستحقہ) کا اشتہار نمبر ۴ موصول ہوا - دیکھکر معلوم ہوا کہ اصل میں یہ سب بیکاری کے شغل اور دن کاٹنے کے ڈھنگ ہیں - بقول ؎

بیکار مباش کچھ کیا کر ... تاگے ہی ادھیڑ کر سیا کر

ہم تو اسوقت بہت خوش ہوتے جب معترض کو اس سے تحقیق حق و تفتیش امر واقعی مقصود ہوتی اور اسوقت لبیک لبیک کہکر جواب کے لئے اعتراض سنتے - لیکن یہاں معاملہ ہی دگرگون ہے - اوپر سے قلت علم دبائے نیچے سے تعصب جکڑے ہے - دائیں جانب سے ضد بائیں طرف سے عداوت - غرض ہر چہار سو سے بیچارے قفس میں مقید تڑپ تڑپ کر بقول مرزا کیا نہ کرتا یوں ہی جان کندنی کی آئے دائے سہی ؎

اس کشمکش دہر سے کیا کام تہ لب تجھے ... اے الفت چمن تیرا خانہ خراب ہو

لیکن میری ہمت بھی تو دیکھو کہ اس حالت میں بھی رہائی دلانے کو آمادہ ہوں - ناز بیدادی کے لئے شیدائے ناز بلاکش اور سہنے کے لئے شہید ناز ہوں - خدا کا شکر ہے کہ میری آہ میں اثر ہے - میری تحریر میں زور ہے - اسلئے کہ میں نے العرجون القدیم میں مولوی عمر کریم کو اشتہار نمبر ۳ بتیر بسملہ وحمدلہ لکھنے پر عیسی برتا تیر نصیحت

کی تھی بحمد اللہ کہ وہ باثر ہوئی۔ اشتہار نمبر ۲ کو آپ نے حمد و صلوۃ سے شروع کیا ہے پھر بھی ایک کمی سلام کی رہ گئی۔ توقع ہے کہ آئندہ اسکی بھی تلافی ہوجائے گی انشاء اللہ۔

راہ پر اُن کو تو لے آئے ہیں باتوں میں — دو چار اور کھل جائیں گے ملاقاتوں میں

بھائیو! برا نہ ماننا۔ میرے دوست مولوی عبدالکریم کی اس حرکت پر نفریں نہ کرنا۔ آپ بالکل بے تقصیر ہیں بدو وجہ۔ ایک یہ کہ آپ اُن جائز وجوہات مذکورہ کی وجہ سے مجبور محض ہیں۔ دوسرے یہ کہ میں نے خود العرجون القدیم کے صفحہ ۲۲ پر اونکو نوٹس دیا تہا کہ "آپکو صحیح بخاری کے جن بابوں میں انکے ذیل کی حدیثوں سے مطابقت معلوم نہو بذریعہ اشتہار کے پیش کریں۔ میں اُسے کہول کر بتادوں گا بشرطیکہ حق استادی بھی ادا کرنا"۔ اب آپنے مجھے اپنا اوستاد مان لیا۔ میرے لکھنے کے مطابق اشتہار نمبر ۲ میں بالفعل دس حدیثیں پیش کی ہیں اور بسم اللہ کی مٹھائی کے لئے عزیزا ریشمی زنگار گالیاں اول و آخر میں پیش کی ہیں۔ ہم بھی بخوشی آپکے سارے تحفہ سب وشتم کا حصہ دار آپہی کو گردان کر بمصداق "حق بحقدار رسید" آپکی ذہن کشائی کے لئے آپکو واپس کرتے ہیں لو بیٹھو۔ بسم اللہ کرو۔ اور اپنے سبق کا مطلب سمجھو لیکن ذرا سمجھ بوجھ کر کیونکہ ؎

میں نہیں وہ کوہ کن جو سر کو ٹکرا کر مروں — آہ گر کردوں تو بجلی گر پڑے کوہسار پر

واضح ہو کہ معترض کا ایراد شاگرد سے اور جواب اوستاد سے تعبیر کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین عرضین کی تحریروں میں آسانی سے امتیاز کر سکیں۔ وہا انا اشرع فی الجواب + واللہ الموفق والمعین للصدق والصواب۔ شاگرد۔ حامداً و مصلیاً۔ اوستاد۔ وسلما کیوں چھوڑ دیا ہے کیا وسلموا تسلیما کا حکم منسوخ ہے؟ شاگرد۔ شعر ؎

ایہا السامعون فاستمعوا ۔ ایہا الغافلون فانتبہوا

اوستاد ؎

ایہا الحاسدون فارتقبوا — یوم بطش الالہ فانتظروا

شاگرد۔ کتاب بخاری کے تراجم کے جو پراگندہ حالت ہے وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔ الخ

اوستاد۔ اہل علم ہوکر کیا کوئی بھی تراجم بخاری کی حالت پراگندہ کہہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں الا من سفہ نفسہ یہ تو اہلی جہل بوجہ اسکے کہ اُنکو حدیث میں فہم نہیں ایسا کہہ سکتے ہیں۔ اس سے تم نے اپنے کو

بھی اہل علم میں شامل کرنا چاہا ہے جسکو ہم تاڑ گئے۔ لیکن جاہل جاہل ہے اور عالم عالم۔ دونوں کا اجتماع ناممکن دونوں کی تفریق محال۔ آپ پہلے اپنے علم کی سند پیش کریں۔ کہاں آپنے حدیث پڑھی اور کس سے کون کون علوم آلیہ پڑھے ہیں کسی مدرسہ کی سند ہے؟ پھر سوا اسکے کہ جہل سے آپکو تراجم پراگندہ معلوم ہوتے ہیں اور کیا ہے؟ سچ ہے ؎

واذا خفیت علی الغبی فعاذر　　ان لا ترانی مقلة عمیاء

میں بڑے زوروں سے کہتا ہوں کہ بیشک امام بخاری کا تفقہ ترجمہ ابواب سے معلوم ہوتا ہے لیکن اسکے سمجھنے کے لئے علم چاہئے۔ صحیح بخاری کوئی ایسی کتاب نہیں ہے کہ ہر ایرے غیرے اوسکے نکتوں کو معلوم کرلیں۔ امام بخاری کے اجتہاد کا یہ کمال ہے کہ وہ جس باب کو باندھکر ذیل میں اوسکے حدیث لاتے ہیں اُس میں ایک بیان سے صرف مطابقت ہوتی ہے نہ پوری حدیث کے پورے مضامین سے آپنے شاید مطابقت اسکو سمجھا ہے کہ جو لفظ باب میں ہو وہی لفظ حدیث میں بھی ہو۔ اور پھر ساری حدیث باب کے مطابق ہو۔ یہ تو پھر کوئی کمال نہیں۔ اسلئے کہ اس طرح ایک بچے کو مضمون دیکر جواب طلب کرو تو وہ بھی صریح لفظوں میں جواب مطابق مضمون کے لکھدیگا۔ کمال اجتہاد یہ ہے کہ اس طریق پر مناسبت ہو کہ ظاہر نظروں میں خلاف معلوم ہو۔ ایسے ہی مقاموں کو ستر و نکتہ کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ امام بخاری کا یہ طریق دیکھکر کسقدر اونکا تبحر معلوم ہوتا ہے کہ جیسے سمندر کی تہ میں موتی۔ لیکن یہ اوسکو معلوم ہوتا ہے جسکو علم ہو۔ کتب حدیث اس نے پڑھی ہو۔ اور جسکی آنکھوں پر جہالت و تعصب کا پردہ پڑگیا ہے وہ کیونکر دیکھ سکتا ہے اور کس طرح وہ اس تہ کو پہونچ سکتا ہے۔ پھر اس میں صحیح جامع بخاری کا کیا قصور ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

شاگرد بخاری پرستوں **اُستاد**۔ خدا کے سوا غیروں کی پرستش کرتے کرتے آپکو سبھی غیر پرست نظر آنے لگے بقول المرء یقیس القیاس علی نفسہ الم پرستی پیر پرستی تعزیہ پرستی قبر پرستی ہوائی پرستی جو کہ آپکی عبادت موروثی ہے جسپر آپ اشتہاروں میں بڑا زور دے چکے ہیں اسکا بخار نکالنے کو اگر بخاری پرست نہ کہیں تو کیا پانچ پرستیوں کے مقابلہ میں ایک پرستی کے الزام دینے سے بھی گئے گذرے؟ لیکن ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں۔ گو یہ بھی ممکن تھا کہ ہم بھی تم کو ایسے ہی خطاب سنا دیتے لیکن

اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ تاہم اسقدر ضرور کہیں گے کہ ؎

زباں میں بھی رکھتا ہوں گالی نہ دیجئے ۔۔۔ میرے منہ سے بھی کچھ سنا کیجئے گا

شاگرد۔ ہم دس حدیثیں بخاری کی مع اونکے تراجم کے لکھتے ہیں (الی قولہ) اور اشتہار دیتے ہیں کہ اگر کوئی بخاری پرست ان حدیثوں اور اُنکے تراجم میں تطابق تام دیوے تو اوسکو فی حدیث مبلغ دو روپیہ انعام دیا جاوے گا تا آخر۔ **اوستاد۔** خیریت سے ابھی تک آپکو یہی تو معلوم نہیں ہے کہ مطابقت کسکو کہتے ہیں۔ اور تطبیق تام کیونکر ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے آپ نے تطبیق تام کے معنی بتانے میں بڑی غلطی کھائی ہے۔ سنئیے اور غور سے سنئیے۔ اور خوب یاد رکھیے۔ کہ مطابقت کی دو قسمیں ہیں (۱) مطابقت لفظی (۲) مطابقت معنوی۔ آپ نے مطابقت کو مطابقت لفظی ہی صرف سمجھا ہوا ہے کہ جو لفظ و مضمون باب کے ترجمہ میں ہو وہی لفظ و مضمون حدیث میں ہو۔ لیکن صحیح بخاری میں ہر دو قسم کی مطابقت ہے کیونکہ صرف مطابقت لفظی سے کسی کے اجتہاد کا کمال ہرگز معلوم نہیں ہوسکتا جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ پھر سنئیے۔ مطابقت معنوی کی کئی قسمیں ہیں منجملہ اُنکے تین زیادہ مشہور ہیں (۱) مطابقت بطریق خصوص (۲) مطابقت بطریق عموم (۳) مطابقت بطریق استنباط۔ ان تینوں میں تیسری مطابقت نہایت مشکل اور قابل غور ہوتی ہے۔ اور یہی سے اجتہاد کا کمال ہوتا ہے۔ گو امام بخاری نے مطابقت معنوی کی تینوں قسموں کو استعمال کیا ہے جس سے اُنکے اجتہاد کا حد درجہ کامل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن تیسری مطابقت بالاستنباط کو زیادہ استعمال کیا ہے۔ اور مطابق بطریق الاستنباط یہ ہے کہ ظاہر میں مضمون حدیث کو ترجمہ باب میں کوئی تعلق معلوم نہو بلکہ بالکل خلاف معلوم ہو۔ لیکن اُسکے معانی میں ایک مطلب نئے اور مفہوم باب سے تعلق ہوتا ہے جسکے سمجھنے میں بڑے غور وعلم کی ضرورت ہے جیسا کہ آپ ملاحظہ فرماویں گے ذٰلک مما تحیرت فیہ الافہام و زلت فیہ الاقدام لیکن اسکو جانے آپکی بلا۔ سچ ہے ؎

زمانہ میں اگر ہوتا حصول علم بے محنت ۔۔۔ تو بس ساری کتابیں ایک جاہل ہو کے پی جاتا

صحیح بخاری کی دس حدیثوں کی مطابقت ترجمہ پر اعتراض کا جواب

شاگرد نمبر ۱۔ باب فضل صلوٰۃ الفجر فی جماعۃ یعنی باب بیچ زیادتی ثواب نماز فجر کے جماعت میں۔

عن ابی موسیٰ قال النبی صلعم اعظم الناس اجراً فی الصلوۃ ابعدھم فابعدھم ممشیً والذی
ینتظر الصلوۃ حتی یصلیھا مع الامام اعظم اجراً من الذی یصلی ثم ینام بخاری مطبوعہ احمدی
صفحہ ۹۰ یعنی فرمایا رسول اللہ نے کہ بہترین آدمیوں کے از روئے ثواب کے وہ نمازی ہیں جو دور سے
چل کر مسجد میں آتے ہیں اور وہ شخص جو انتظار کرتا ہے اس امر کے کہ امام کے ساتھ نماز پڑھے وہ بہت
زیادہ ثواب میں ہے ایسے شخص سے کہ جو پڑھتا ہے اور سو رہتا ہے۔ پس دیکھئے کہ باب کو حدیث سے
کوئی مناسبت نہیں۔ باب تو نماز فجر کے جماعت میں پڑھنے کی فضیلت کا ہے اور حدیث میں نماز فجر کا پتہ
تک نہیں ملتا ہے۔ بلکہ ثم ینام کے لفظ سے جو حدیث میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث عشاء کے
نماز کے بارے میں ہے۔ **اوستاد**۔ سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجا است ۔ جلی نظر سے گو آپ کو
مطابقت معلوم نہیں ہوتی لیکن دقیق نظر سے صاف مطابقت پائی جاتی ہے۔ لیکن افسوس کہ جو
بار یک بیں نہیں ہے اوسکو کیونکر کمال اجتہاد امام کا معلوم ہو۔ سنئے امام بخاری رحمہ نے اس باب میں
تین حدیثیں بیان فرمائی ہیں۔ اور ہمنے اوپر مطابقت کی جو تین قسمیں بیان کی ہیں اُن میں سے
ایک ایک قسم کی مصداق ہر فرد حدیث ہے۔ پہلی حدیث جو ابی ہریرہ والی ہے اس سے باب کی مطابقت
بطریق خصوص کے ہے کیونکہ فجر کا لفظ اس میں موجود ہے۔ یہ اجتہاد کا ادنےٰ درجہ ہے (یعنی صریح
لفظوں سے تطابق کلام) دوسری حدیث جو ابو الدرداء سے مروی ہے اوسکی باب سے مطابقت بطریق
عموم کے ہے۔ کیونکہ باب میں فی جماعۃ کی قید بھی ہے اور اس دوسری حدیث میں یصلون جمیعاً
کا لفظ جس سے جمع و جماعت کی مطابقت بالتصریح ہے اور اس میں نماز فجر بطریق عموم کے داخل ہے۔
یہ اجتہاد کا اوسط درجہ ہے۔ تیسری حدیث ابو موسیٰ والی جسپر آپکا اعتراض ہے (حالانکہ اسی حدیث
سے اجتہاد کا درجہ کمال ثابت ہوتا ہے) اسکی مطابقت باب سے بطریق استنباط ہے۔ اور یہ وہی ہے
جسکو آپنے نہیں سمجھا (اور نہ آپ ایسے سمجھ سکتے ہیں) غور سے سنئے وہ استنباط یوں ہے کہ لفظ حدیث
فابعدھم ممشیً سے زیادہ اجر وجود مشقت بالمشی الی الصلوۃ پر ہے اور ظاہر ہے کہ نماز فجر میں بہ نسبت
اور نمازوں کے اشد مشقت و سخت دشواری بیداری از نوم و مشی الی المسجد برائے نماز جماعت کی ہوتی
ہے جیسا کہ ایک اینشاء کے بڑے تجربہ کار نے فرمایا ہے ؎

فیمشی بعدھم ممشیً [illegible]
[illegible]

خواب نوشیں بامداد رحیل ۔۔۔ باز دارد پیادہ را زسبیل

پس حدیث کے مفہوم اور باب کے مصداق میں کہلی مطابقت نہ ہے ساوریہ تطابق استنباطی ہے اور اجتہاد کا درجہ اعلی ہے جسکا وجود معدود محدثین کی اور کتب حدیث میں مفقود ہے ۔ یہ رتبہ خاص صحیح بخاری کو حاصل ہے لیکن آپکو کیا ؟ سچ ہے ؎

کس طرح وہ مست ہوں سنکر بخاری کی حدیث ۔۔۔ راگ سے انکو بخار حال آنا چاہیے

شاگرد۔ نمبر۲۔ باب ہل علی من لم یشہد الجمعۃ غسل من النساء والصبیان وغیرہم ترجمہ کیا اوس شخص پر جو نماز جمعہ میں حاضر نہو غسل ہے یعنی عورتوں اور لڑکوں وغیرہ پر حدیث عن ابن عمر قال کانت امرأۃ لعمر تشہد صلوۃ الصبح والعشاء فی الجماعۃ فی المسجد فقیل لہا لم تخرجین وقد تعلمین ان عمر یکرہ ذلک ویغار قالت وما یمنعہ ان ینہانی قال یمنعہ قول رسول اللہ لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۱۲۳۔ ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہا ابن عمرؓ نے کہ حضرت عمرؓ کی بیوی صبح اور عشا کی جماعت میں مسجد میں حاضر ہوتی تہیں انکو لوگوں نے کہا کہ تم لوگ کیوں نکلتی ہو حالانکہ تم لوگوں کو معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ اس بات کو نا پسند اور غیرت معلوم کرتے ہیں تو حضرت عمرؓ کی بیوی نے جواب دیا کہ پہر حضرت عمرؓ کو مجہکو باز رکہنے سے کس چیز نے روکا تو ابن عمرؓ نے کہا کہ اون کو رسول اللہ صلعم کے اس حکم نے روکا کہ مت منع کرو عورتوں کو اللہ کی مسجدوں سے پس یہ باب اور اوسکی حدیث صریح بے تعلق ہے کسواسطے کہ باب میں عورتوں اور لڑکیوں وغیرہ کے جمعہ کے دن غسل کا بیان ہے اور حدیث میں یہ ذکر ہے کہ حضرت عمرؓ کی بیوی صبح وعشاء کے نماز کی جماعت میں شامل ہونے کے واسطے مسجد جایا کرتی تہیں۔ اوستاد۔ مطابقت یوں نہیں دکہی جاتی بند سطور سے سمجہ میں آسکتی ہے۔ صحیح بخاری کوئی معمولی کتاب نہیں ہے کہ بغیر کسی کامل استاد کے پڑہے سمجہ میں آجائے۔ اول وآخر کو ملا کر دیکہیے اور نظر دقیق کو استعمال میں لائیے تو یہ عقدہ حل ہو سکتا ہے۔ سنئے اور غور سے سنئے امام بخاریؒ اس باب کی تحت میں پانچ روایتیں لائے ہیں تین پہلی روایتوں میں مطابقت بطریق خصوص و بطریق عموم کا لحاظ ہے جن میں غسل کے متعلق باب حدیث سے صریح تطابق ہے۔ باقی دو پچہلی روایتوں میں مطابقت باب سے بطریق استنباط ہے

لہ بیان کی بخاری اردو صفحہ ۱۲۳

اور امام بخاری رح نے کس لطف سے استنباط کیا ہے کہ اُسکے بیان کے لئے میرے پاس زبان نہیں ہے قربان ہو جاؤں ایسی کتاب بے مثل ورایسے امام بے مثیل پر۔ امام علیہ الرحمۃ اثر ابن عمر سے یہ بتلاتے ہیں کہ اس سے عورتوں کے حضور جماعت کی اجازت آنحضرت صلعم سے رات میں ثابت ہوتی ہے دن میں (جیسا کہ ابن عمر کی پہلی مختصر روایت مقید بقید لیل ہے اور دوسری مطلق جو محمول ہے اسی مقید پر) اور نماز جمعہ چونکہ دن کو ہوتی ہے لہذا اسوقت اُن کو حضور مسجد کی اجازت نہیں ہے اور جب اُن پر جمعہ نہیں تو غسل بھی نہیں ہے۔ وھو المراد۔ اللہ اکبر! کیسا کمال کا اجتہاد ہے اور کیسے بلند درجہ کا استنباط اور کیسی صاف باب سے مطابقت ہے۔ لیکن اسکی قدر ایرے غیرے کیا جانیں۔ ع۔ قدر جوہر شاہ داند یا بداند جوہری + شاگرد۔ نمبر ۳ = باب خیر مال المسلم غنم یتبع بھا شعف الجبال۔ ترجمہ بہتر مال مسلمانوں کا بکری کی گھیڑ ہے جسکے ساتھ پہاڑ کی چوٹیوں پر لگا ہے حدثنا۔ عن ابی ھریرۃ رض ان النبی صلعم قال اذا سمعتم صیاح الدیکۃ فاسئلوا اللہ من فضلہ فانھا رأت ملکا واذا سمعتم نھیق الحمار فتعوذوا باللہ من الشیطان فانہ رای شیطانا بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۴۶۶۔ ترجمہ حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب مرغ بانگ دے تو اسوقت اللہ سے اسکے مہربانی کے خواستگار ہو کیونکہ اُس مرغ نے فرشتہ کو دیکھا ہے۔ اور جب گدہے کی آواز سنو تو بذریعہ اللہ کے شیطان سے پناہ مانگو کیونکہ اوس گدہے نے شیطان کو دیکھا ہے۔ پس دیکھو کہ باب اور اوسکے ذیل کی حدیث میں کوئی مناسبت نہیں۔ اودہر عنوان باب کچھ اور الاپ رہا ہے۔ اور ادہر حدیث کچھ اور گا رہی ہے۔ کسواسطے کہ باب تو یہ بتا رہا ہے کہ بہتر مال بکری کی گھیڑ ہے کہ جسکے ساتھ پہاڑ پر لگا رہے۔ اور حدیث کا یہ مضمون ہے کہ مرغ جب فرشتہ کو دیکھتا ہے تو بولتا ہے اور گدہا جب شیطان کو دیکھتا ہے تو چیختا ہے ہاں البتہ اگر بخاری پرست یہ مناسبت پیدا کریں کہ چونکہ بکری اور مرغ اور گدہا سب جانور ہیں اسواسطے ایک جانور کا ذکر باب میں اور دو جانور کا حدیث میں تو شاید باعث اور موجب ہیں کچھ مناسبت پیدا ہو جائے تو عجب نہیں۔ اوستاد ایسی مناسبت پیدا کرنا تو تم جیسے ..... پرستوں کا کام ہے۔ ہم ایسی گندی مناسبت نہیں بتلاتے بلکہ ہم نہایت صحیح مطابقت جو کہ اصل اور

شعف غلط ہے شعف صحیح ہے

[illegible]

اور صحیح ہے جس سے امام کا کمال در اجتہاد ظاہر ہوتا ہے عرض کرتے ہیں۔ اوسی دقیق النظر کی عینک لگاؤ اور غور سے دیکھو اور سنو۔ امام بخاری رح نے باب میں ایام فتنہ میں چوٹی پہاڑ پر مابین اہل غنم خیر ہونیکا ذکر کیا ہے۔ اور حدیث صیاح الدیک و نہیق الحمار سے اس طرف اشارہ ہے کہ مابین اہالی دیک و حمار سکونت پذیر ہونا (یعنی شہر کے محلوں میں رہنا) منع نہیں ہے۔ لیکن خیریت اہالی غنم میں شعف الجبال پر اقامت کرنے میں ہے کیونکہ یہ باب بھی ایک حدیث کا ٹکڑہ ہے۔ علاوہ بریں یہ باب کتاب بدء الخلق میں واقع ہے جس سے امام بخاری رح نے یہ ثابت کیا ہے کہ ایسے مواشی جسے انسانی حوائج رفع ہو سکتے ہیں منجملہ اُنکے غنم بدرجہا افضل ہے۔ اور وجہ فضیلت یہ تبلائی کہ ایام فتنہ میں بجز غنم کے اور کوئی جانور ایسا نہیں ہے کہ انسان دنیا سے یکسو ہو کر چوٹی پہاڑ پر بسر کرے۔ گو اونٹ اور گدہے اور مرغ وغیرہ مواشی بھی رفع حوائج انسانی ہی کے لئے ہیں لیکن ان سے چوٹی پہاڑ پر وہ حاجت انسانی رفع نہیں ہو سکتی۔ جو غنم سے ممکن ہے کیونکہ لبن غنم اکل و شرب دونوں کے بدلے میں کافی وافی ہے۔ پس اس نکتہ تبلانے کے لئے امام رح نے باب منعقد کر کے یہ حدیث بیان کیا ہے جس سے اُنکے اجتہاد کا کمال معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ مطابقت بھی بطریق استنباط ہے جس استنباط پر حدیث و باب میں بین مطابقت ہے۔ لیکن تمکو یہ کیونکر معلوم ہو۔ آہ ہم سے صحیح بخاری کی قدر پوچھو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہم کون ہیں؟ بقول ؎

پیروی کیوں نہو سنت کی پسندائے مسلم　　　ہم بخاری کی خبر ورد زبان رکھتے ہیں

شاگرد۔ نمبر ۴۔ باب اذا فاته العید یصلی رکعتین وکذٰلک النساء ومن کان فی البیوت والقریٰ۔ ترجمہ۔ باب اس امر کے بیان میں کہ جب کسی کی نماز عید فوت ہو جائے تو وہ دو رکعت نفل پڑھے اور اسی طرح عورتیں اور وہ لوگ جو گھروں اور دیہات میں ہیں دو رکعت پڑھیں۔ حدیث عن عائشة ان ابا بکر دخل علیها وعندها جاریتان فی ایام منیٰ تدففان وتضربان والنبی متغش بثوبه فانتهرهما ابو بکر فکشف النبی صلعم عن وجهه فقال دعهما یا ابا بکر فانها ایام عید وتلک الایام ایام منیٰ۔ بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۱۳۵۔ ترجمہ روایت ہے حضرت عائشہ رض سے کہ عید کے روز حضرت ابوبکر میرے گھر میں آئے اور اسوقت دو لڑکیاں دف بجا رہی تہیں اور رسول اللہ اپنے آپ کو کپڑے میں لپیٹے ہوئے تہے۔ پس ابوبکر نے ان لڑکیوں کو منع کیا اوسپر آنحضرت صلعم نے اپنے منہ سے کپڑا اٹھا کر

فرمایا کہ اے ابوبکر ان لڑکیوں کو کچھ مت کہو کس واسطے کہ یہ عید کا دن ہے۔ پس حدیث اور باب سے کوئی
تعلق نہیں۔ باب اس امر کا ہے کہ کسی سے عید کی نماز فوت ہو جائے تو وہ دو رکعت نفل پڑھے۔ اور باب
میں حضرت عائشہ کے گھر میں دو لڑکیوں کے دف بجانے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ پس نفل کی نماز
گھر پر پڑھنی اور دو لڑکیوں کے دف بجانے میں کوئی تعلق اور لگاؤ نہیں **اوستاد**۔ ان دونوں
میں لگاؤ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ یوم عید عورتوں کے لئے بھی عید ہے یا نہیں۔ پس سنئے
امام بخاریؒ نے باب ادا قضا نماز یوم عید کا منعقد کیا ہے۔ اور حدیث میں بالتصریح ایام عید کا لفظ
موجود ہے جس سے علاوہ صاف لفظی مطابقت ہونے کے مقصود یہ ہے کہ لفظ ایام حدیث میں مرد و
عورت ہر ایک کو بغیر کسی کی خصوصیت کے شامل ہے لہذا وہ محل ادا ہو گیا اور جب ادا کا محل ہونا ثابت
ہے تو فائت صلوۃ العید مع الامام ایام منی میں بھی نماز ادا کر سکتا ہے اور وہ وہی دو رکعت ہیں جسکو
باب میں بتلایا۔ پس یہ بھی وہی اعلیٰ درجہ کی مطابقت بطریق استنباط ہے جس سے امام کا کمال فہم
فی الحدیث و غایت رفعت فی الاجتہاد ثابت ہوا جبکی قدر تم ہرگز نہیں کر سکتے۔ بمصداق۔ ع۔ چہ داند بوزنہ
لذات ادرک۔ ع۔ چہ روغن یاسمیں بر سر موشِ کور +

شاگرد۔ نمبرہ: باب بیع المدبر۔ یعنی یہ باب ہے مدبر کے بیع کا۔ حدیث حدثنی زھیر بن حرب
حدثنا یعقوب حدثنا ابی عن صالح قال حدث ابن شھاب ان عبید اللہ اخبرہ
ان زید بن خالد و ابا ھریرۃ رض اخبراہ انھما سمعا رسول اللہ یسال عن الامۃ تزنی ولم
تحصن قال اجلدوھا ثم ان زنت فاجلدوھا ثم بیعوھا بعد الثالثۃ او الرابعۃ۔ بخاری
مطبوعہ احمدی صفحہ ۲۹۷۔ ترجمہ رسول اللہ سے سوال کیا گیا کہ غیر محصنہ لونڈی اگر زنا کرے تو اسکے ساتھ
کیا معاملہ کرنا چاہئے آپ نے ارشاد فرمایا کوڑا مارو۔ پھر اگر زنا میں مرتکب ہو تو کوڑا مارو۔ پھر تیسرے یا
چوتھے بار اگر زنا میں مرتکب ہو جائے تو اسے بیچ ڈالو۔ پس باب اور حدیث محض بے تعلق ہیں کس واسطے
کہ باب تو مطلق مدبر کے بیع کا باندھا گیا ہے اور حدیث جو اس میں دی گئی ہے اس میں زانیہ لونڈی
کے بیع کا حکم ہے **اوستاد**۔ افسوس جب آپ اسقدر موٹی بات کو نہیں سمجھا اور ظاہر مطابقت کو
کو (جو کہ مطابقت بطریق العموم ہے) نہیں سمجھ سکے تو باریک نکات اور مطابقت بطریق الاستنباط

گو کیا سمجھیں گے۔ اے جناب لفظ امۃ کا عام ہے مدبرہ وغیر مدبرہ سب کو شامل ہے اور یہ قاعدہ مسلم ہے کہ حکم عام مستلزم حکم خاص کو ہوتا ہے۔ پس جبکہ حدیث سے لونڈی کے بیع کا حکم عموماً ثابت ہے گو بوجہ زنا سہی تو بیع مدبرہ کا حکم بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگا۔ اور چونکہ مدبرہ و مدبر کا حکم اس امر میں ایکہی ہے۔ لہذا باب بیع مدبر سے اور حدیث سے مطابقت بالکل صاف مثل شمس نیم روز ثابت ہے گو بوجہ تعصب و عداوت کے آپ نہ دیکھ سکیں۔ پہر ہمیں کیا ؎

شقی ازلی ہی رکھتا ہے بخاری سے عداوت بس　　احادیث نبی سے فیض اٹھائے جسکا جی چاہے

شاگرد۔ نمبر ۶۔ باب طول القیام فی صلوۃ اللیل۔ ترجمہ یہ باب ہے بیان میں درازی قیام کے رات کی نماز میں حدیث عن حذیفۃ ان النبی صلعم کان اذا قام للتھجد من اللیل یشوص فاہ بالسواک۔ بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۱۵۳۔ ترجمہ۔ حذیفہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم جب نماز تہجد پڑہنے کا ارادہ کرتے تہے تو صاف کرلیتے تہے اپنے منہ کو مسواک سے۔ پس اس حدیث کو باب سے کسی طرح کا کوئی تعلق نہیں کسواسطے کہ باب میں رات کی نماز کی درازی قیام کا بیان ہے اور حدیث میں رسول اللہ صلعم کے مسواک کرنیکا بیان ہے **اوستاد**۔ گو لفظ قیام در باب اور قام در حدیث سے لفظی مطابقت ظاہر ہے۔ اسکے علاوہ اصل وجہ ایراد حدیث سواک تحت باب طول قیام یہ ہے کہ سواک چونکہ ازالۂ نوم کی معین ہے لہذا یہ تہیا خود طول قیام پر بیّن دال ہے۔ کیونکہ عرف میں رواج یہی ہے علاوہ بریں یہ روایت حذیفہ کی مختصر ہے حدیث طولانی حذیفہ کی جسکو عینی حنفی نے نقل کر دیا ہے وہ یہ کہ حذیفہ کہتے ہیں جس رات کو میں نے تہجد کے لئے آپکو سواک دیا آنحضرت صلعم نے اوس رات میں سورۂ بقرہ پڑھا تہا جو بالتصریح طول قیام پر دال ہے۔ یہ تو ہم نے تمہاری تشفی کے لئے دوسری طولانی حدیث کا حوالہ دیا ہے۔ ورنہ ہمارے نظر میں تو خود اوسی بخاری کی حدیث سے طول قیام آنحضرت کی تہیا سواک سے ثابت ہے اسی وجہ سے جو قدر صحیح بخاری کی میری نظر میں ہے تمہیں (بوجہ کم علمی کے) نہیں ہو سکتی کیونکہ ع۔

قدر گل بلبل بداند یا بداند عنبری **شاگرد**۔ نمبر ۷۔ باب الصدقۃ قبل العید یعنی یہ باب ہے صدقہ دینے کا قبل عید کے۔ حدیث عن ابی سعید الخدری قال کنا نخرج فی عھد

النبی صلعم یوم الفطر صاعًا من ُطعامٍ قال ابو سعید وکان طعامنا الشعیر والزبیب والاقط والتمر - بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۲۰۴ - یعنی ابو سعید خذری رض سے روایت ہے کہ آنحضرت کے زمانہ میں عید کے دن ہم ایک صاع طعام سے نکالتے تھے اور طعام ہمارا جو اور انگور اور اقط اور کھجور سے تھا - پس باب اور حدیث میں کسی قسم کا تعلق نہیں ہے - باب تو عید کے قبل صدقہ دینے کا باندھا گیا ہے اور حدیث میں قبل کا بالکل ذکر نہیں ہے - بلکہ مطلق صدقہ دینے کا بیان ہے خواہ قبل ہو خواہ بعد - **اوستاد** - نہیں جناب یہ آپکی غلط فہمی ہے - فطر حقیقۃً نماز عید کے قبل ہی کو کہتے ہیں - اور مابعد کو مجازاً - لہذا لفظ فطر حدیث میں خود قبلیت عید پر بالتصریح دال ہے - کہئے اس سے بھی بڑھکر کوئی صاف مطابقت ہوسکتی ہے ؟ لیکن آپنے قلت علمی سے اسے نہیں سمجھا - اے جناب ! ضد و عداوت سے توبہ کر کے صحیح بخاری ہی کو اپنی رہبر سمجھئے - کیونکہ ؎

کتاب اللہ کے بعد از بخاری اپنی رہبر ہے　　　بچے خواری سے وہ رہبر بنائے جسکا جی چاہے

شاگرد - نمبر ۸ - باب التعوذ من عذاب القبر - یعنی یہ باب ہے عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا حدیث عن ابی ایوب قال خرج النبی صلعم وقد وجبت الشمس فسمع صوتا فقال یہود تعذب فی قبورھا - بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۱۸۴ - یعنی حضرت ایوب رض سے روایت ہے کہ نکلے رسول اللہ اور حال یہ کہ آفتاب غروب ہوگیا تھا پس سنا آپ نے ایک آواز اوسپر فرمایا آپنے کہ یہ ایک یہودی کہ جسپر قبر میں عذاب ہو رہا ہے - پس باب اور اوسکے حدیث میں کوئی تعلق نہیں - باب تو عذاب قبر سے پناہ مانگنے کا ہے اور حدیث میں اوسکا کچھ ذکر نہیں - بلکہ حدیث میں صرف ایک یہودی پر قبر میں عذاب ہونے کا بیان ہے **اوستاد** - اجی حضرت ! طرز کلام آنحضرت صلعم عذاب سے صدور تعوذ پر دال ہے اس لئے کہ رویت بلا و سمع عذاب مستلزم تعوذ کو ہے اور آنحضرت صلعم کا تعوذ عذاب قبر سے ثابت ہے - پس اس مقام پر بھی آپکا تعوذ ضرور ثابت ہوگا راوی نے اس سے سکوت کیا ہے کیونکہ عام قاعدہ ہے کہ السکوت فی معرض البیان بیان یعنی تصریح کی جگہ خاموشی خود بیان ہے - لہذا حدیث کے مفاد اور باب کے

خذری غلط ہے صحیح خدری ہے ۱۲

ما اقط کا ترجمہ پنیر ہے ۱۲

مفہوم سے بین مطابقت ہے۔ اور یہ تطابق بطریق استنباط ہے جس سے امام کا کمال ظاہر ہوتا ہے کیسے آپنے
ایسی کھلی اور موٹی بات کو بھی سمجھا یا نہیں ؟ ؎ جو اسپر بھی نہ تم سمجھو تو پھر تم سے خدا سمجھے +

شاگرد۔ نمبر ۹ - باب الصلوۃ فی القمیص والسراویل والتبان والقباء - یعنی یہ باب ہے
نماز کے جائز ہونے میں پیراہن اور سلی ہوئی چادر اور چھوٹی چادر اور قبا میں۔ بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۵۲
اور حدیث جو اس میں دی گئی ہے وہ یہ ہے۔ عن ابن عمر قال سال رجل عن رسول اللّٰہ
قال ما یلبس المحرم فقال لا یلبس القمیص ولا السراویل ولا البرنس ولا ثوبا
مسه زعفران ولا ورس فمن لم یجد النعلین فلیلبس الخفین ولیقطعهما حتی یکونا
من الکعبین یعنی کہا ابن عمر نے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ؐ سے پوچھا کہ جس شخص نے
احرام باندھا ہو وہ کیا پہنے۔ فرمایا آں حضرت نے کہ نہ پہنے پیراہن اور نہ چادر اور نہ لمبی کلاہ
اور نہ زعفران اور ورس کا رنگا ہوا کپڑا۔ اور جو شخص نہ پائے جوتا۔ پس پہنے موزے اور
کاٹ ڈالے دونوں موزوں کو تاکہ وہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔ بس حدیث اور اوسکے
باب میں کوئی مناسبت نہیں۔ باب تو اس امر کا باندھا گیا ہے کہ پیراہن اور سلی ہوئی چادر اور
چھوٹی چادر اور قبا پہنے ہوئے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور حدیث کا یہ مضمون ہے کہ جس نے
احرام باندھا ہو وہ پیراہن اور سلی ہوئی چادر اور لمبی کلاہ اور زعفران اور ورس کا رنگا ہوا کپڑا
نہ پہنے۔

اوستاد۔ مطابقت تو بہت صاف ہے لیکن ذہن معلقۂ عمیاء کو تعلق کیونکر معلوم ہو۔ آئے
ہم آپ کو بتائیں۔ امام بخاری رحمہ نے باب منعقدہ کے تحت میں دو حدیثیں بیان فرمائی ہیں پہلے
سے جواز صلوۃ فی القمیص والسراویل وغیرہ کے بابت صریحی استنباط ہے لہذا اس سے مطابقت
ظاہر ہے۔ دوسری حدیث (جسپر آپکا اعتراض ہے اوس) سے بتلایا ہے کہ نہی لبس سراویل
وغیرہ کے جواز کی مقید بقید احرام ہے۔ اور نہی مقید اسی تقیید خاص کے ساتھ محصور ہوتی ہے۔ لہذا
لبس سراویل وغیرہ کی ممانعت صرف حالت احرام میں ثابت ہوئی۔ پس حدیث منقولہ سے صرف
محرم کے لئے ان لباسوں کا عدم جواز ثابت ہوا نہ غیر محرم کے لئے (بطور مفہوم مخالف کے) لہذا

نماز غیر محرم کی ان کپڑوں میں یقیناً جائز ہوگی۔ کیونکہ نہی عباد کے فعل اختیاری پر ممانعت کا نام ہے بخلاف نفی کے۔ اور نہی میں وجود شئے قبل منہی عنہ ہوتا ہے جسکو یہاں جواز سے تعبیر کیا گیا۔ لہذا باب سے حدیث کی ان کپڑوں میں نماز جائز ہونے کی نہایت صاف مطابقت ہے۔ اصل یہ ہے کہ جب آپکو بخاری کے نام ہی سے چڑھ ہے تو مطابقت کیونکر معلوم ہو۔
آہ ضد و عداوت تیرا ستیاناس ہوسے

بخار آتا ہے منکر کو تو بس نام بخاری سے بخاری کے حسد سے خار کھانے جسکا جی چاہے

شاگرد۔ نمبر ۱ باب ما یستخرج من البحر۔ یعنی یہ باب ہے بیان میں حکم اوس شئے کے جو دریا سے نکلتی ہے۔ آیا واجب اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں۔ حدیث عن ابی هریرة عن النبی ع ان رجلا من بنی اسرائیل سال بعض بنی اسرائیل ان یسلفه الف دینار فدفعها الیه فخرج فی البحر فلم یجد مرکبا فاخذ خشبة فنقرها فادخل فیها الف دینار فرمی بها فی البحر فخرج الرجل الذی کان اسلفه فاذا بالخشبة فاخذها لاهله حطبا فذکر الحدیث فلما نشرها وجد المال۔ بخاری مطبوعہ احمدی صفحہ ۲۰۳ کتاب الزکوٰۃ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک بنی اسرائیل نے دوسرے بنی اسرائیل سے ہزار دینار قرض لیا۔ اور قرض لیکر دریا میں نکلا۔ اور بعد ہوجانے کام کے واپس آیا اور یہ چاہا کہ دائن کو اشرفی ادا کردے مگر اوسکو کوئی کشتی نہ ملی کہ دائن کے پاس جائے تب اس نے ایک لکڑی لیکر اس میں سوراخ کیا اور وہ اشرفی سب (مع ایک خط کے) اس میں رکھکر اوس لکڑی کو دریا میں ڈالدیا۔ اور اللہ سے یہ دعا کی کہ وہ اس لکڑی کو دائن کے پاس پہونچادے۔ بعد اسکے ایک روز دائن دریا کی طرف نکلا۔ اتفاقاً اوسکو ایک لکڑی ملی اور اوس نے اسکو اوٹھالیا اور مکان پر واسطے جلاون کے لایا اور اوسکو چیرا تو اس میں اس نے وہ ہزار اشرفی (مع خط مدیون کے) پایا۔ بعد اسکے جب دونوں سے ملاقات ہوئی تو مدیون نے کہا کہ ہم نے وہ ہزار اشرفی ایک لکڑی میں رکھکر دریا میں ڈالدیا تھا۔ دائن نے کہا کہ وہ اشرفی مع خط ہم کو ملگئی۔ پس دیکھئے کہ باب کو

حدیث سے کوئی تعلق نہیں کسواسطے کہ باب تو اس امر کا ہے کہ جو چیز دریا میں ہوتی ہے اوس پر زکوۃ ہے یا نہیں - اور اسی واسطے اس باب کے نیچے عنبر اور لولوے کے زکواۃ کے متعلق قول حسن اور ابن عباس رض کا بیان کیا گیا ہے اور حدیث کا یہ مضمون ہے کہ ایک شخص نے ایک لکڑی دریا کے کنارہ پر پایا کہ جس میں اوسکے وہ ہزار اشرفی تھی کہ جسکو اس نے ایک شخص کو قرض دیا تھا یعنی اپنا زر قرضہ وصول پایا - اور ظاہر ہے کہ ایسے واقعہ کو زکواۃ کے مسئلہ سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں +

اوستاد - ایسا نہ کہئے اس واقعہ کو خاصکر زکوۃ سے بہت بڑا تعلق ہے - گھبرائے نہیں ہم آپکو تبلا اور سمجھا دیتے ہیں - قبل اسکے ہم ایک ضروری بات بغیر کہے نہیں رہ سکتے وہ یہ کہ بحمداللہ میاں آپ اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ بخاری میں بہت سے اذیال یا ابواب کو اونکے ترجمہ باب سے تعلق اور مطابقت ہے چنانچہ آپ کے بیان عنبر اور لولو والے سے ثابت ہے کہ اسکی مطابقت آپ کو اسکے باب سے تسلیم ہے - بس آپ کی اگلی عبارت وہ کہ بخاری میں ایسے مہملات اور خرافات ابواب کی کچھہ کمی نہیں " - محض غلط اور آپ ہی کے قول سے آپکا جھوٹ ثابت ہوا - اور آپ کی ضد و عداوت کا عقدہ یہاں حل ہو گیا - اور مثل مشہور الکذب قد یصدق کا سچ ہونا ثابت ہو گیا - اسی کو کہتے ہیں الحق یعلو ولا یعلی - دیکھئے یہی صحیح بخاری کے جامع اور بے مثل و اصح ہونیکا اثر ہے آخر سخن کیوں نہو ؎

کہتا ہے کون نالۂ بلبل ہے بے اثر   پردہ میں گل کے لاکھ جگر پاش ہو گئے

اب سنئے اس حدیث کے اوس کے باب سے مطابقت اور اپنے اعتراض کا جواب اور بہت مختصر الفاظ میں - امام بخاری رح نے اوس حدیث سے یہ تبلایا ہے کہ لکڑی وغیرہ خسیس اشیاء جو ہوئی چونکہ بلک مالک سے منقطع ہو جاتی ہیں - لہذا اوسکا لے لینا جائز ہے - اس لئے اسمیں زکوۃ (خمس) نہیں - دیکھئے کیسی صاف مطابقت ہے لیکن اسکو سمجھے کون؟ اے جناب تعصب کو آنکھوں سے اٹھائے ضد و عداوت سے باز آئیے صحیح بخاری کے اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہونے پر ایمان لائیے ورنہ سن لیجئے کہ ؎

کرے حملہ بخاری پر بہت الحاد سے بدعی ۔ نکلکر دین سے بیدیں کہائے عیکاجی چاہے۔
للہ الحمد کہ ایکروز کی محنت میں آپکے اشتہار کا جواب بغیر کسی قسم کی مشقت کے آناً فاناً بتیار ہوگیا۔ اور آپنے جسکو عقدۂ لاینحل تصور فرمایا تہا بات کی بات میں حل ہوگیا۔ اب آپ اپنے بیس ؏۰ روپیہ انعام کو بجائے مجیب کے دینے کے اپنے علاج دماغ میں صرف کرکے اپنے کو تندرست بناویں ورنہ عداوت کا گھن اندر ہی اندر آپکا کام تمام کردیگا اور آپ کو خبر بہی نہو گی ؎

من آنچہ شرط بلاغ است بلتو می گویم ۔ تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

والحمد للہ اولاً و اخراً و ظاہراً و باطناً و بنعمتہ تتم الصالحات الباقیات وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ ورسولہ محمد وعلی آلہ وازواجہ وذریاتہ واہل بیتہ وجمیع اصحابہ وسائر اتباعہ اجمعین الی یوم الدین آمین ثم آمین ؕ

اشعار در مدیح جامع صحیح بخاری شریف از سعد بنارسی

بخاری بعد قرآں کے ہمادی کتنی پیاری ہے ۔ جو اسپر دل تصدق ہے تو اسپر جان واری ہے
وہ اعداء نبی ہیں جو کہ اس سے خار کھاتے ہیں ۔ بخاری گلشن احمد کی اک شاداب کیاری ہے
سلف سے آجتک مانا ہے سب نے اسکی یکتائی ۔ یہ اجماع بزرگاں اک بڑی حجت ہماری ہے
یہ مجموعہ احادیث شفیع المذنبیں کا ہے ۔ مسلماں ہوکر اس سے بغض جو رکہے وہ ناری ہے
صحاح ستہ ہیں اطراف ستہ عالم دیں کے ۔ اور اُن میں فوق رتبہ حصۂ جامع بخاری ہے
صحاح ستہ و قرآں ہیں گویا سات سیارے ۔ کلام حق ہے خورشید اور مہ تاباں بخاری ہے
سلف اسکی صحت کے یوں ہیں قائل یکزباں ہوکر ۔ کتابوں میں اصح سب سے پس فرقان بخاری ہے
زیادہ مدح کی اسکے بتا اے سعد حاجت کیا؟ ۔ زبان پر خلق کے ہر دم ثنا مجب اسکی جاری ہے

تمام شد

المرقوم ۲۵ رجب المرجب ۱۳۲۸ھ یوم سہ شنبہ

DBA000002951U RD